© rasailojaraid.com

نورِ اسلام

زندگی صبح کا تارہ ہے کہ انوارِ سحر
عقل نے دل سے کیا صبحِ ازل استفسار

عقل خاموش رہی محوِ تکلم نہ ہوئی
مطلعِ زیست پہ محسوس کیا اس نے غبار

کچھ نرالا ہی لگا باغِ جہاں کا انداز
اپنے اوصاف میں کمزور خزاں تھی نہ بہار

اس نے دیکھا کہ گل تازہ ہے انساں لیکن
ہیں قریبِ رگِ جاں خون میں لتھڑے ہوئے خار

ایسی بے نور لگی شمس و قمر کی صورت
جیسے اک شمع بھڑکتی ہو سرِ لوحِ مزار

یہی ابہام بنا زیست کا عنوان آخر
اسی ابہام نے دنیا کو کیا تیرہ و تار

کوئی شے وجہِ سکونِ دلِ انساں نہ بنی
نہ کوئی شغل ہوا راحتِ جاں، وجہِ قرار

نوکِ نشتر کی طرح پھول چبھے سینوں میں
آگ کے ڈھیر نظر آئے گلوں کے انبار

امن کے نام پہ ملتی رہی تلوار کو آب
خونِ انساں سے رہا دامنِ انساں گل نار

اور تیکھے ہوئے تخریب کے تیکھے خد و خال
اور دھندلے ہوئے تہذیب کے دھندلے آثار

خانقاہوں میں رہی محوِ فغاں درویشی
خون کے جام لنڈھاتا رہا شاہی کا وقار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انہی بے کیف فضاؤں میں گزرتی تھی حیات جیسے اجڑی ہوئی بستی میں کھنڈر کی دیوار
اپنے شہکار کو دیکھا جو خدا نے مغموم اس کے سینے میں ہوا جذبۂ رحمت بیدار
کوہِ فاراں پہ ہوا نورِ محمد کا ظہور جس کی کرنوں سے ملا چہرۂ گیتی کو نکھار
دورِ تشکیک گیا عزم و عمل جاگ اٹھے جہل اور حرص پہ غالب ہوئے علم و ایثار
طلسم ختم ہوا، رات کی تاریکی کا، ہر طرف پھیل گئے صبح کے دلکش انوار
اب خزاؤں کو ملا حکم کہ محدود رہیں کسی نورستہ شگوفے کو نہ چھیڑیں زنہار
ٹوٹنے پائیں نہ شبنم کے روپہلی موتی ہر کرن ایسی توجہ سے کرے اپنا سنگار

اہل ایماں جو بڑھے لے کے صداقت کے چراغ ہو گیا عام زمانے میں مروت کا شعار
اب چکایا گیا مظلوم کے اشکوں کا حساب اب خدا بن کے نہ بیٹھا کوئی ظالم زردار
عدل نے ختم کیا اکڑی ہوئی ہر گردن کو منہ چھپانے لگے صحرا میں لعین و اشرار
بوئے گل پھیل گئی سب کو معطر کرنے خاص باغوں میں مقید نہ رہی فصلِ بہار

تو اگر میرے خیالات پہ مشکوک رہے
سن کبھی غور سے توحید کی کلبانگِ ہزار
اس میں ہے عدل و مساوات و عمل کی تلقین
اس میں ہے امن کی تاکید محبت کی پکار

جناب نظر زیدی

© rasailojaraid.com